باب: 1

معاشی جائزہ

1 معاشی جائزہ

1.1 عمومی جائزہ

مالی سال 20ء کے ابتدائی آٹھ ماہ کے دوران محتاط زری اور مالیاتی پالیسیاں، جنہیں آئی ایم ایف کے توسیعی فنڈ سہولت پروگرام کی مدد حاصل تھی، معیشت کو استحکام کے راستے پر گامزن رکھنے میں معاون رہیں۔ مارکیٹ پر مبنی شرح مبادلہ کے نظام کی جانب نمایاں اور ہموار انداز میں منتقلی بھی ہوئی جو بیرونی عدم توازن سے نمٹنے اور زرِمبادلہ ذخائر کی بفر کی تشکیل نو میں کلیدی کردار کی حامل تھی۔ اس ساختی ردّوبدل اور اس کے ساتھ اسٹیٹ سے صفر قرض گیری پر قائم رہنے کے حکومتی عزم نے مجموعی زری انتظام اور مالی منڈیوں کے معمول کے عمل کو بہتر بنایا۔ جڑواں خساروں میں نمایاں سکڑاؤ سال کے آغاز سے ہی نظر آرہا تھا۔ تاہم چونکہ شرح مبادلہ زیادہ لچکدار بنادی گئی اور مالیاتی خسارے کو قابو کرنے کے لیے یوٹیلیٹی کی قیمتوں اور ٹیکسوں میں ردّوبدل کیا گیا تو عارضی طور پر مہنگائی کا دباؤ بڑھ گیا۔ مجموعی طور پر بہتر ہوتی ہوئی معاشی مبادیات نے صارفین اور کاروبار کا اعتماد بحال کرنے میں مدد دی جس سے حقیقی شعبے میں بحالی کی راہ ہموار ہوگئی۔

تاہم جب اس بحالی کے ابتدائی آثار سامنے آنا شروع ہوئے تو کورونا وائرس کے دنیا بھر اور پاکستان میں پھیلنے اور اس کے بعد اس کی روک تھام کے اقدامات نے معیشت کو سخت متاثر کیا۔ اشیاسازی، خردہ فروشی، ٹرانسپورٹ اور تجارت سے متعلق سرگرمیوں میں رکاوٹ پیدا ہونے سے حقیقی جی ڈی پی نمو میں شدید سکڑاؤ آیا۔ اس نازک مرحلے پر بہتر معاشی مبادیات اور مہنگائی کے پست خطرات نے کاروباری اداروں اور گھرانوں کو امدادی پیکیج دینے کے لیے پالیسی میں گنجائش فراہم کی۔ ان اقدامات کے بغیر کووڈ بحران کے معاشی اور سماجی نتائج کہیں بدتر ہوتے۔

کووڈ پھیلنے سے پہلے اور بعد کے معاشی رجحانات اور پالیسیاں

ملک میں کووڈ 19 پھیلنے سے پہلے ملک کے بیرونی اور مالیاتی شعبوں میں پچھلے سال کی بہ نسبت مضبوط کارکردگی دیکھی گئی تھی (**جدول 1.1**)۔ خاص طور پر جاری کھاتے کے خسارے میں سال کے پہلے آٹھ ماہ میں نمایاں بہتری درج کی گئی۔ یہ کمی بنیادی طور پر طلب میں سکڑاؤ اور ضوابطی اقدامات، شرح مبادلہ کے مارکیٹ کی مبادیات سے ہم آہنگ کیے جانے اور توانائی کی باسکٹ میں مہنگے ایندھن کی جگہ ہائیڈل اور کوئلے کی جانب سے مسلسل منتقلی کے بعد درآمدت میں بڑی کمی سے منسوب کی گئی۔ ملکی قرضہ منڈی میں بیرونی سرمایہ کاری میں ریکارڈ اضافہ بھی دیکھا گیا اور عالمی فنڈ منیجرز نے بہتر معاشی اور شرح مبادلہ پالیسیوں پر اعتماد ظاہر کیا اور شرح مبادلہ کے فرق اور ٹیکس اصلاحات سے فائدہ اٹھایا۔ جاری کھاتے میں بہتری نے مارکیٹ کے احساسات کو بہت بہتر بنایا اور اسٹیٹ بینک کو اپنے زرِمبادلہ ذخائر کو بڑھانے میں مدد دی۔ آئی ایم ایف اور دیگر کثیر فریقی قرض دہندگان سے دوبارہ رابطے بحال کرنے سے بھی مدد ملی۔ زرِمبادلہ کی بلند سطح سے اسٹیٹ بینک کو اس مدت کے دوران 5.2 ارب ڈالر کے قلیل مدتی فارورڈ اور سواپ معاہدے اَن وائنڈ کرنے کا موقع ملا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ جولائی تا فروری 2020ء کے دوران اسٹیٹ بینک کی زرِمبادلہ کی پوزیشن میں اصل اضافہ 10.7 ارب ڈالر تھا—یعنی اوسطاً 1.3 ارب ڈالر ماہانہ کی بہتری آئی۔

اسی طرح مالیاتی محاذ پر کووڈ سے پہلے کے دور میں استحکام کے عمل میں تیزی آرہی تھی جس کی عکاسی سال کے پہلے نو ماہ کے دوران مالی سال 16ء کے بعد سے اب تک پہلے بنیادی فاضل سے ہوتی ہے۔ محاصل کے حوالے سے حکومت نے گذشتہ سال دی گئی کئی ٹیکس رعایات واپس لے لیں جس کے نتیجے میں پیٹرولیم مصنوعات پر جی ایس ٹی شرح میں اضافہ ہوا، ٹیلی کام پر وصولی دوبارہ شروع ہوئی اور انکم ٹیکس وصولی پر کم سے کم حد بڑھ گئی۔ اس کے علاوہ حکومت نے ٹیکسٹائل، چینی، خوردنی تیل، فولاد اور سگریٹ جیسی زیادہ حجم والی اشیا پر رعایتی ٹیکس نظام ختم کردیا جس کے نتیجے میں پچھلے برس کی نسبت زیادہ وصولیاں ہوئیں۔ تاہم مجموعی ٹیکس کارکردگی مقرر کردہ بلند ہدف سے کسی حد تک کم رہی کیونکہ درآمدات سے متعلق وصولیاں خاصی گھٹ گئیں۔ تاہم نان ٹیکس محاصل نے، جو بنیادی طور پر اسٹیٹ بینک کے بلند منافع اور جی ایس ایم لائسنس تجدیدی فیس سے آئے، محاصل کی وصولی کو تقویت دی۔ ترقیات پر اخراجات کو قابو میں رکھنے کے حوالے سے پیش رفت بھی نمایاں تھی، گو کہ

جدول 1.1: اہم معاشی اظہاریے

	م س18ء	م س19ء			م س20ء			
		جولائی تا فروری	مارچ تا جون	پورا سال اصل	جولائی تا فروری	مارچ تا جون	پورا سال اصل	پورا سال ہدف
				فیصد نمو				
حقیقی جی ڈی پی	5.5			1.9			-0.4	4.0
زراعت	4.0			0.6			2.7	3.5
صنعت	4.6			-2.3			-2.6	2.3
جس میں: ایل ایس ایم	5.1	-1.6	-3.7	-2.6	-2.9	-24.0	-7.8	1.3
خدمات	6.3			3.8			-0.6	4.8
نجی شعبے کا قرضہ	14.9	10.3	1.2	11.6	3.8	-0.8	2.9	
قومی صارف اشاریہ قیمت	4.7	6.0	8.3	6.8	11.7	8.9	10.7	5-7
برآمدات	13.7	1.7	-6.1	-1.1	3.6	-26.7	-6.8	6.2
درآمدات	14.9	-6.3	-16.4	-9.9	-13.9	-28.2	-18.6	0.8
شرح مبادلہ (+اضافہ/-کمی فیصد)	-13.7	-12.5	-13.3	-24.1	3.8	-8.2	-4.8	
				فیصد جی ڈی پی				
جاری کھاتے کا توازن	-6.1	-3.4	-1.4	-4.8	-1.0	-0.1	-1.1	-3.0
بنیادی توازن*	-2.2	-1.2	-2.4	-3.6	0.5	-2.3	-1.8	-0.9
مالیاتی توازن*	-6.5	-5.1	-4.0	-9.1	-4.0	-4.1	-8.1	-7.5
مجموعی سرکاری قرضہ*	72.1	74.2	86.1	86.1	84.4	87.2	87.2	NA
				ارب روپے				
مجموعی محاصل*	5,228.0	3,583.7	1,317.0	4,900.7	4,689.9	1,582.3	6,272.2	7,458.0
مجموعی اخراجات*	7,488.4	5,506.2	2,839.4	8,345.6	6,376.1	3,272.4	9,648.5	10,740.0
				ارب ڈالر				
اسٹیٹ بینک کے زرِمبادلہ ذخائر میں تبدیلی	-6.4	-1.7	-0.8	-2.5	5.5	-0.6	4.9	
کارکنوں کی ترسیلاتِ زر	19.9	14.3	7.4	21.7	15.1	8.0	23.1	24.0
بیرونی جزدانی سرمایہ کاری	2.2	-0.4	-1.0	-1.4	2.1	-2.7	-0.5	2.3
پاکستان میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری	2.8	0.8	0.6	1.4	1.9	0.7	2.6	4.3
خالص فارورڈ پوزیشن میں تبدیلی (بشمول سواپ)	-2.8	-0.8	-0.3	-1.1	5.2	-2.9	2.3	

*جولائی تا فروری اور مارچ تا جون کے کالم میں درج اعداد و شمار بالترتیب جولائی تا مارچ اور اپریل تا جون کے ہیں۔

اعداد و شمار کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات، اسٹیٹ بینک، وزارت خزانہ

قرض کی واپسی کی بھاری لاگت اور سماجی منتقلیوں (گرانٹس) میں مسلسل اضافے نے مجموعی اخراجات کی نمو کو دگنا کر دیا۔ بہرکیف، حکام نے سال کے دوران ضمنی گرانٹس جاری کرنے سے گریز کیا۔

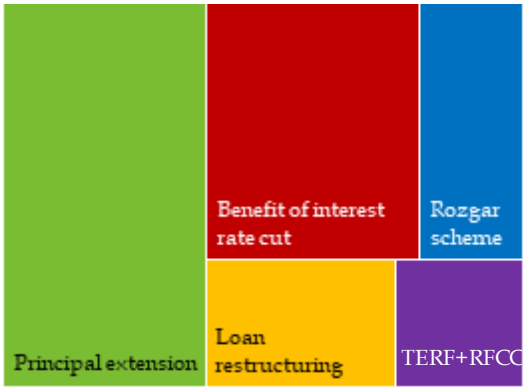
مہنگائی کے رجحانات بھی کم ہوتے ہوئے طلبی دباؤ کی نشاندہی کر رہے تھے۔ اگرچہ صارف اشاریہ قیمت کا غیر غذائی غیر توانائی جز بلند سطح پر رہا—کیونکہ معیشت پچھلے سال کے شرح مبادلہ میں کمی کا اثر، مالی سال 20ء کے بجٹ کے ٹیکس اقدامات اور ایندھن اور نقل و حمل کی بلند لاگت کا اثر جذب کر رہی تھی—تاہم جوں جوں سال آگے بڑھا اس کا رجحان مستحکم ہوتا گیا۔ تاہم غذائی مارکیٹ میں طلبی دباؤ مضبوط رہا کیونکہ عارضی تعطل نے سٹے بازی کے احساسات کو تحریک دی اور قیمتوں کو بڑھانے میں کردار ادا کیا۔ اگرچہ ان حالات نے صارفی اعتماد کو کمزور کیا تاہم ان میں اتنی شدت نہ تھی کہ اسٹیٹ بینک کی پورے سال کے مہنگائی کے تخمینوں کو متاثر کرتے اور زری پالیسی کے فیصلوں پر اثر انداز ہوتے۔ چنانچہ جولائی 2019ء میں پالیسی ریٹ میں 100

بی پی ایس اضافے کے بعد اسٹیٹ بینک نے پالیسی ریٹ میں کوئی تبدیلی نہ کی۔ جیسا کہ توقع تھی، جنوری 2020ء میں غذائی مہنگائی ایک سطح پر آنے کے بعد کم ہونا شروع ہوگئی کیونکہ موسمی (اور درآمدی) رسد بحال ہوگئی اور حکومت نے ذخیرہ اندوزی کے خلاف ملک بھر میں کریک ڈاؤن شروع کر دیا۔

اس طرح جب کورونا متاثرین کی تعداد بڑھنے لگی تو ملک معاشی استحکام کے محاذ پر پہلے ہی نمایاں کامیابی حاصل کر چکا تھا۔ اس بنا پر کاروباری اداروں اور گھرانوں کو نقل و حرکت کی ضروری پابندیوں اور اس کے نتیجے میں رسدی زنجیر میں تعطل سے نمٹنے میں مدد دینے کے لیے بھرپور پالیسی امداد فراہم کرنا ممکن ہوگیا۔ جن کو فوری پالیسی امداد کی خصوصی ضرورت تھی ان میں اشیاساز فرمیں—کیونکہ فیکٹریوں کی بندش نے نقد کا بہاؤ دشوار بنا دیا اور بڑھتی ہوئی بیروزگاری کا خطرہ بڑھا دیا—اور خدمات کے متعدد ادارے شامل تھے خصوصاً میزبانی کی صنعت میں، جیسے تقریبات کے اہتمام کرنے والے ادارے، کیٹرنگ، ریستوران، فوڈ ڈلیوری، حجام کی دکانیں اور سفر اور ٹکٹنگ۔ جہاں ممکن ہوا، ڈجیٹل طریقوں (جیسے ٹیلی ورکنگ اور ای کامرس) نے کاروباری تسلسل قائم رکھنے میں مدد دی لیکن چونکہ ڈجیٹل سہولتیں اتنی زیادہ دستیاب نہیں اس لیے بیشتر کاروباری اداروں کو دشواریوں کا سامنا ہوا (**خصوصی سیکشن**)۔ اگرچہ شعبہ زراعت کووڈ کے دھچکے سے زیادہ تر محفوظ رہا (کیونکہ سال کی اہم فصلوں کی پہلے ہی کٹائی ہو چکی تھی) تاہم کاشتکاری کے خرد قرضوں میں واپسی کے خطرات ابھرنے لگے۔ نتیجے کے طور پر امدادی کوششوں کی ضرورت اس درجے پر پہنچ گئی کہ ان کے نتیجے میں بھاری مالیاتی اور نیم مالیاتی لاگت برداشت کرنا پڑتی اور یکجائی کے ایجنڈے میں ردّوبدل کی ضرورت پڑتی۔ چنانچہ حکومت نے اپنے جاری سماجی بہبود پروگرام کے حجم اور رسائی میں اضافہ کر دیا جس سے 12 ملین گھرانوں کو ضروریات زندگی کے لیے ہنگامی نقد رقم (فی کنبہ 12000 روپے) منتقل کرنا ممکن ہوا۔

ساتھ ہی ساتھ اسٹیٹ بینک نے تیزی سے بدلتی ہوئی صورتِ حال کا جائزہ لینے اور اس کے مطابق فیصلے کرنے کے لیے زری پالیسی کمیٹی (ایم پی سی) کے کئی ہنگامی اجلاس کیے۔ ایم پی سی نے لگ بھگ تین ماہ کے عرصے میں پالیسی ریٹ 625 بی پی ایس کم کر دیا جس سے نہ صرف نجی شعبے کے بیشتر موجودہ قرضوں کی بہتر نوقیمت بندی ہوئی بلکہ ان فرموں کے لیے قرض لینا قابل عمل ہوگیا جو بصورتِ دیگر بلند شرح سود اور کمزور نفع آوری کی وجہ سے قرض نہ لے سکتے۔ اہم بات یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک نے کئی ایسی اسکیمیں جاری کیں جن کی پہلے مثال نہیں ملتی جن میں اصل زر کی واپسی مؤخر کیا جانا، ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی کے لیے فرموں کو رعایتی مالکاری کی فراہمی، برآمدی نومالکاری اسکیموں کی شرائط میں نرمی اور سرمایہ کاری کے منصوبوں اور اسپتالوں کے لیے رعایتی نومالکاری سہولتیں شامل ہیں۔ کاروباری اداروں نے ان مالکاری اسکیموں میں بے حد دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے اور انہیں اپنی رقوم کے بہاؤ میں کمی کو دور کرنے کے لیے خوب استعمال کیا ہے۔ اِن تمام کو ملا کر دیکھا جائے تو اسٹیٹ بینک کے امدادی اقدامات کے سیالی اثر کا تخمینہ جی ڈی پی کے 4.0 فیصد کے مساوی بنتا ہے (**شکل 1.1**)۔

شکل 1.1: اسٹیٹ بینک کے اہم امدادی اقدامات کے تخمین شدہ سیالیتی اثر کے عناصر ترکیبی (16 اکتوبر 2020ء کو)*



* The overall size of the rectangle is equivalent to 4.0 percent of GDP.
TERF: Temporary Economic Refinance Facility
RFCC: Refinance Facility for Combating Covid-19
Source: State Bank of Pakistan

ان منفرد اقدامات کے حجم اور دائرۂ کار نے کاروبار کے تسلسل اور ملازمتوں کے تحفظ کو یقینی بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ امر بھی حوصلہ افزا ہے کہ سماجی منتقلی کے لیے بھرپور ڈیٹا کے ذریعے کوائف کی تصدیق، محتاطیہ طور طریقوں کی بینکوں کی جانب سے کڑی تعمیل، بہتر مالی انتظام اور امداد کو سختی سے ہدف تک پہنچانے کے عمل نے لاگت کو حد سے زیادہ نہ بڑھنے دیا۔ پس یہ بات سامنے آئی کہ اگرچہ کووڈ بحران عارضی طور پر پیداواری نقصانات، صارفین اور کاروبار کے اعتماد میں کمی کا باعث بنا تھا اور اس نے حکومت کو معاشی اصلاحات کے عمل کی تشکیل نو پر مجبور کر دیا تھا تاہم معیشت کے خاکۂ خطر پر

اس کا شدید اثر نہیں پڑا۔ کورونا کے دباؤ کے باوجود مضمر معاشی مبادیات میں بہتری جوں کی توں رہی۔

مالیاتی امور میں زوال پذیر معاشی سرگرمی نے مارچ تا جون 2020ء میں ٹیکس محاصل کی نمو کو کافی کم کر دیا اور غیر سودی جاریہ اخراجات میں تیزی سے اضافہ دیکھا گیا کیونکہ حکومت کو ملک کی سماجی تحفظ اور صحت کی ضروریات (بشمول ٹیسٹنگ کٹس، وینٹی لیٹرز، صحت کے عملے کے لیے وظائف کی فراہمی، ڈیٹا کا انتظام، کنٹیکٹ ٹریسنگ وغیرہ) کی تکمیل کے لیے اقدامات کرنے تھے۔ چنانچہ پہلی تین سہ ماہیوں میں جمع ہونے والا بنیادی فاضل خسارے میں بدل گیا جس کی بنا پر مالی سال 20ء کے بجٹ نیز ای ایف ایف پروگرام کے تحت طے کردہ ہدف کی تکمیل ممکن نہ رہی۔ لیکن یہ بات قابل ذکر ہے کہ ایسے دشوار حالات کے باوجود جن کی ماضی میں مثال نہیں ملتی سال کے دوران پورے سال کا بنیادی خسارہ پچھلے برس کی سطح کا صرف نصف تھا۔

اہم بات یہ ہے کہ کووڈ سے متعلق لیے گئے قرض کے دباؤ کو شامل کرنے کے بعد بھی سرکاری قرضے اور جی ڈی پی کے تناسب میں اضافہ سال کے دوران جی ڈی پی کے 1.1 فیصد تک محدود رہا کیونکہ حکومت نے اسٹیٹ بینک میں رکھے ہوئے اپنے کیش بفرز استعمال کیے۔ یہ بفرز کووڈ کے زمانے میں غیر متوقع اخراجات کو پورا کرنے میں بطورِ خاص معاون ثابت ہوئے: مارچ تا جون کے دور میں بینکاری نظام سے بجٹ کی خاطر لیے گئے قرضوں میں 53 فیصد سے زائد اضافہ اسٹیٹ بینک سے نکلوائے گئے ڈپازٹس پر مشتمل تھا۔ نیز چونکہ پچھلے سال کی بہ نسبت مالی سال 20ء میں شرح مبادلہ قدرے مستحکم تھی اس لیے نوقد رپیمائی نقصانات محدود رہے۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ مالی سال 19ء میں صرف یہ نقصانات ملک کے قرضے کے اسٹاک میں تقریباً 40 فیصد اضافے کے ذمہ دار تھے۔ انتظام قرض کے نقطۂ نگاہ سے مالی سال 20ء میں سرکاری قرضے کی ہیئت ترکیبی سازگار رہی کیونکہ بیشتر اضافہ طویل مدتی قرضوں کی وجہ سے ہوا جس سے حکومت کو اجرائے ثانی کے خطرے کو قابو میں رکھنے میں مدد ملی۔ بہرحال اگرچہ کووڈ19 کا نقصان مجموعی خاکہ قرض پر محدود رہا تاہم کووڈ دھچکے نے سرکاری قرضے کے بوجھ میں ہدفی کمی کو متاثر کیا۔ مالی سال 20ء کے اختتام پر سرکاری قرضہ جی ڈی پی کے 87.2 فیصد کے برابر تھا جو ای ایف ایف پروگرام کے تحت مالی سال 20ء کے لیے طے کردہ رقم سے 80.5 فیصد زیادہ اور مالیاتی ذمہ داری اور تحدید قرضہ ایکٹ کے تحت 60 فیصد کی حد سے متجاوز تھا۔

اسی طرح بیرونی محاذ پر کووڈ کے زمانے میں دو مسائل سامنے آئے۔ اوّل، برآمدات کی نمو کم ہوئی کیونکہ ترقی یافتہ معیشتوں میں محدود خردہ فروخت کے باعث آرڈر گھٹ گئے۔ دوم، عالمی معیشت پر اثر کے حوالے سے غیر یقینی کیفیت پیدا ہوئی تو بیرونی فنڈ منیجرز نے ابھرتی ہوئی معیشتوں میں سے سرمایہ نکال لیا۔ پاکستان میں بھی مارچ تا جولائی کے دوران ملکی قرضہ منڈی میں آنے والی جزدانی رقوم کا رجحان پلٹ گیا جس سے ملک کے زرِمبادلہ ذخائر میں اضافے کا میلان جزواً معکوس ہو گیا۔ تاہم ان حالات نے بیرونی توازن کو زیادہ متاثر نہیں کیا اور سال کے خاتمے پر ذخائر پھر بھی مالی سال 19ء کی سطح سے زیادہ تھے۔

اوّل، مارکیٹ پر مبنی شرح مبادلہ نے دھچکا جذب کرنے کے لیے قابل قدر کام کیا اور ادائیگیوں کا عدم توازن پاکستانی روپے اور امریکی ڈالر کی مساوات کی حرکت میں موزوں طور پر منعکس ہوا۔ کووڈ سے پہلے کے دور (جولائی تا فروری مالی سال 20ء) میں روپیہ لگ بھگ 4 فیصد مضبوط ہوا، جو جاری کھاتے اور رقوم کی آمد میں بہتری سے مطابقت رکھتا تھا جس سے ملک کے ذخائر کی کیفیت اور مارکیٹ کے احساسات کو تقویت ملی۔ مارچ اور اس کے بعد یہ رجحان معکوس ہو گیا اور مارچ تا جون کے دور میں عالمی فروخت (sell-off) روپے کی قدر میں 8.2 فیصد کی کمی کا باعث بنی۔ یہاں یہ اجاگر کرنا ضروری ہے کہ شرح مبادلہ میں یہ کمی منظم انداز میں ہوئی اور دیگر ابھرتی ہوئی منڈیوں کو درپیش دباؤ سے زیادہ تر ہم آہنگ تھی۔ دوم، اشیاسازی میں سکڑاؤ اور تیل کی عالمی قیمتوں کا 50 فیصد سے زیادہ گرنا درآمدات میں وسیع البنیاد کمی کا سبب بنا جس سے بیرونی ادائیگیاں کافی آسان ہو گئیں۔ سوم، کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں نمو جوں کی توں رہی کیونکہ شرح مبادلہ کے منظم حالات، پی آر آئی کے تحت مارکیٹنگ کی مؤثر مہموں اور ٹی ٹی چارجز کی واپسی کی اسکیم کے تحت ترغیبات میں اضافے سے بہت تقویت ملی۔ چہارم، آئی ایم ایف کی ریپڈ فنانسنگ فیسلٹی کے تحت آنے والی رقوم بھی معاون ثابت ہوئیں۔ نتیجتاً مارچ اور جون کے درمیان اسٹیٹ بینک کے ذخائر میں کمی 625.9 ملین ڈالر تک محدود رہی؛ پورے سال کی بنیاد پر م س 20ء میں ذخائر میں 4.9 ارب ڈالر کی

بہتری آئی۔ اسٹیٹ بینک کے فارورڈ واجبات کے 2.3 ارب ڈالر کم ہونے کے باعث مالی سال کے دوران خالص ذخائر کے بفر میں اضافہ 7.1 ارب ڈالر تھا۔

مہنگائی کے حوالے سے بھی صورتِ حال زیادہ تر ساز گار رہی کیونکہ کووڈ کی بنا پر خام تیل کی عالمی قیمتوں میں بھاری کمی کے ہمراہ گرتی ہوئی غذائی قیمتوں اور بجلی کے نرخوں میں مزید اضافے کو ملتوی کرنے کے حکومتی فیصلے کے نتیجے میں عمومی اور قوزی مہنگائی دونوں میں تیزی سے کمی ہوئی۔ اگرچہ زری اور مالیاتی ریلیف کے اقدامات کے بعد نظام میں خاصی سیالیت داخل کی گئی تاہم ملکی طلب کمزور رہی جس سے مہنگائی کو قابو رکھنے میں مدد ملی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ روزگار کے محدود مواقع، برطرفیوں اور فروخت کی پست نمو نے بہت سی فرموں اور گھرانوں کو شدید مالی دشواریوں سے دوچار کر دیا تھا۔ تمام دستیاب بلند تعدّد کے اظہاریے (جیسے پیٹرولیم کی فروخت، سیمنٹ کی ترسیل اور گاڑیوں کی فروخت) کمزور خردہ فروشی کی نشاندہی کر رہے تھے۔ نتیجے کے طور پر جولائی تا فروری مالی سال 20ء میں قوزی مہنگائی (شہری) اوسطاً 8.0 فیصد کی بلند سطح پر رہنے کے بعد مارچ اور اس کے بعد کم ہوئی اور آخر جون میں 6.5 فیصد سال بسال تک پہنچ گئی۔

قبل از کووڈ سفر کا دوبارہ آغاز: پالیسی امور

اس طرح چونکہ معاشی مبادیات میں قبل از کووڈ بہتری کے جوں کے توں رہنے اور مضبوط پالیسی ردِّ عمل سے دھچکے کے خلاف تحفظ ملنے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ معیشت اس راستے پر پھر چل پڑی ہے جس پر کووڈ دھچکے سے قبل گامزن تھی۔ حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ ملک میں کووڈ کیسوں کی تعداد میں اضافہ نہ ہونے اور معاشی سرگرمی بحال ہونے کے بعد اس عمل نے جڑ پکڑنا شروع کر دیا ہے۔ تاہم خطرے کے تین عوامل پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ اوّل، کووڈ19 سے پیدا ہونے والے مسائل کاروباری اداروں کی پوری آپریشنل ویلیو چین پر اثر انداز ہوئے ہیں، ان کی رسد میں تعطل آیا ہے، انونٹری کم ہو گئی ہے، بچت ختم ہو گئی ہے اور سرمایہ جاتی اخراجات روک دیے گئے ہیں۔ بحالی کی رفتار کا انحصار اس پر ہو گا کہ یہ ادارے مالی نقصان کب پورا کر پاتے ہیں اور ملکی طلب کتنی جلد اور تیزی سے بڑھتی ہے۔ دوم، اگرچہ برآمدی حجم پچھلے چند برسوں میں پھر بڑھ گیا ہے تاہم جولائی تا فروری 2020ء کے دوران برآمدی آمدنی میں قدرے معتدل نمو (2.7 فیصد) دیکھی گئی۔ اب، ترقی یافتہ معیشتوں کا منظر نامہ کافی کم متحرک ہونے کی وجہ سے برآمدی وصولیوں کی مناسب انداز میں بحالی دشوار ہو گی۔ سوم، ملک کی ٹیکس اساس بدستور چھوٹی ہے، چند شعبوں پر اس کا بہت زیادہ دارومدار ہے اور کاروباری چکر کے اتار چڑھاؤ سے انتہائی متاثر ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اخراجات پر کوئی دباؤ پڑنے سے ملک کے قرضے کا بوجھ، جو پہلے ہی زیادہ ہے، انتہائی تناؤ کا شکار ہو سکتا ہے۔

لہٰذا، مسابقت میں اضافہ کرنے، کاروباری ماحول کو بہتر بنانے اور بالآخر معیشت کے نمو کے امکانات کو وسط مدت میں بڑھانے کے لیے اب تک اصلاحات کے حوالے سے کی جانے والی پیش رفت پر مزید کام کرنا اور ساختی رکاوٹوں سے نمٹنا بے حد ضروری ہو گیا ہے۔ یہاں اس امر پر زور دینا ضروری ہے کہ خصوصاً ٹیکس، دستاویزیت، بجلی، مالکاری کی دستیابی اور مالی چھان بین کے شعبوں میں پیچیدہ مسائل سے نمٹنے کے لیے مالی سال 20ء کے ابتدائی حصے میں کئی اصلاحات متعارف کرائی گئی تھیں۔ تاہم کووڈ کی بنا پر لاک ڈاؤن سے پیدا ہونے والے زیادہ ہنگامی اور توجہ طلب معاشی اور سماجی مسائل کے باعث ان میں سے کچھ اصلاحات پر پیش رفت عارضی طور پر رک گئی۔ اس پیش رفت کو دوبارہ صحیح راستے پر لانے اور مزید اصلاحات شروع کرنے کی ضرورت ہے تاکہ معیشت ایک پائیدار نمو کی راہ پر چل پڑے۔ اس تناظر میں مندرجہ ذیل نکات اہم ہیں:

اوّل، ملک کی مالیاتی کمزوریوں کو درست کرنے کے لیے ایک زیادہ پائیدار حل درکار ہے جس کے لیے صرف ٹیکس کی شرحیں بڑھانے سے زیادہ کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ دستاویزیت، غیر رسمیت کو کم کرنا اور ٹیکس نظام کے اندر ہم آہنگی پیدا کرنا یہ سب ٹیکس اساس کو وسیع کرنے اور نان ٹیکس محاصل پر انحصار گھٹانے کے لیے ضروری ہیں۔ اگرچہ مالی سال 20ء کے بجٹ میں کچھ شعبوں کی مستثنیات اور رعایات مرحلہ وار ختم کر دی گئی تھیں تاہم بعض شعبوں میں اب بھی باقی ہیں (جیسے سیلز ٹیکس ایکٹ کے پانچویں، چھٹے اور آٹھویں شیڈولز میں شامل رعایات) اور محاصل کی وصولی امکانات سے کم ہونے میں کردار ادا کرتی ہیں۔ ٹیکس اساس اور زرعی آمدنی پر ٹیکس اور خدمات پر سیلز ٹیکس کی شرحوں کو سادہ بنانا اور ہم آہنگی پیدا کرنا بھی اصلاحات کے نامکمل ایجنڈے میں شامل ہیں۔ اس حوالے سے نمایاں پیش رفت کے لیے وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان مضبوط رابطہ کاری درکار ہے۔ خطرے پر مبنی آڈیٹنگ میں سختی لا کر اور کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ، تھرڈ پارٹی ڈیٹا

اور ریا پوائنٹ آف سیلز کے ذریعے ڈیٹا کو کئی بار چیک کرنے کے عمل کو مضبوط بنا کر ٹیکس نفاذ کو مستحکم کرنا بھی ضروری ہے۔ ساتھ ہی ٹیکس فائلنگ کو سادہ بنا کر اور ری فنڈ کی ادائیگی کو تیز کر کے کاروباری اداروں کو سہولت دینے کے لیے بھی مربوط کوششیں ہونی چاہئیں۔

دوم، بجلی کے شعبے میں نرخوں اور نظم ونسق کے مسائل سے نمٹنا ہو گا کیونکہ یہ نہ صرف خاصا نیم مالیاتی خطرہ ہیں بلکہ انہوں نے معیشت کی مسابقت کو بھی مجروح کیا ہے۔ بجلی کے شعبے کو بہتر طور پر قابل عمل بنانے اور جمع شدہ واجبات میں پائیدار کمی کو یقینی بنانے کے لیے سال کے آغاز میں حکومت نے ایک جامع حکمتِ عملی مرتب کی تھی۔ اس حکمتِ عملی میں گردشی قرضے میں کمی کا ایک منصوبہ، ٹیرف میں ردّوبدل اور نوٹیفکیشن کے عمل کو خودکار بنانے کے لیے نیپرا ایکٹ میں ترامیم، وصولیوں کو بہتر بنانا اور سبسڈی کو درست کرنا شامل تھا۔ مزید برآں، مالی سال 20ء کے ابتدائی مہینوں کے دوران تکنیکی نقصانات کو کم کرنے کے لیے انفراسٹرکچر میں سرمایہ کاری، چوری کے خلاف مہموں اور نرخ بڑھانے سے واجبات میں اضافے کو قابو کرنے میں مدد ملی تھی۔ تاہم جنوری سے ماہانہ فیول کے لیے ٹیرف میں ردّوبدل اور سہ ماہی کپے سٹی ادائیگیوں کے التوا اور مارچ اور اس کے بعد ادائیگی کے التوا سے یہ ابتدائی فوائد کم ہو گئے۔ اگرچہ اس ردّوبدل پر عملدرآمد سے ادائیگی کی فوری کمی کو درست کرنے میں مدد ملے گی تاہم زیادہ امکان یہ ہے کہ نرخوں کے مسائل کا طویل مدتی حل (خصوصاً کپے سٹی ادائیگیوں کے حوالے سے) اس بات پر منحصر ہو گا کہ آئی پی پیز کے ساتھ بجلی کی خریداری کے معاہدوں پر کیا نظرثانی ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ ڈسکوز کے نظم ونسق میں نمایاں پیش رفت، ٹیرف میں ردّوبدل کی درستی اور ترسیل و تقسیم کے ڈھانچے کی اپ گریڈیشن بجلی کے شعبے کی مجموعی کارکردگی کو بہتر بنانے میں کلیدی اہمیت کی حامل رہے گی۔

سوم، بیرونی سرمایہ کاروں کے اعتماد کے تناظر میں فنانشل ایکشن ٹاسک فورس (فیٹف) کے محاذ پر پاکستان کی سازگار پیش رفت ازبس ضروری ہے۔ کئی استعدادکار اداروں سے اینٹی منی لانڈرنگ اور ٹیرر فنانسنگ کے حوالے سے ملک کی استعداد بڑھانے کے سلسلے میں رابطہ کیا گیا ہے۔ جیسا کہ فیٹف کے اکتوبر 2020ء کے عمومی اجلاس میں کہا گیا، پاکستان 27 ایکشن آئٹمز میں سے 21 پر بڑی حد تک عمل کر چکا ہے جس میں مالی اداروں کی نگرانی سے متعلق بنیادی کام بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان کو بقیہ چھ آئٹمز کے حوالے سے جزوی طور پر تعمیل کنندہ سمجھا گیا۔ پاکستان کے قانونی ڈھانچے، خصوصاً اینٹی منی لانڈرنگ ایکٹ اور انسدادِ دہشت گردی ایکٹ، میں اے ایم ایل/سی ایف ٹی سے متعلق پارلیمانی ترامیم ایک اہم قدم ہے۔ چنانچہ ملک کے ضابطہ کاروں بشمول اسٹیٹ بینک، ایس ای سی پی اور خود مختار باڈیز نے اپنے ترامیم شدہ اے ایم ایل/سی ایف ٹی ضوابط جاری کیے ہیں۔

چہارم، سرمایہ کاری، مسابقت، کاروبار کی افزائش اور مجموعی پیداواریت کو فروغ دینے کی خاطر ملک کے مالی جغرافیہ میں بہتری مستحکم کرنے کے لیے مسلسل کوششیں درکار ہیں۔ محفوظ ٹرانزیکشن رجسٹری کا قیام، نجی کریڈٹ بیورو کو اجازت ناموں کا اجرا اور ڈجیٹل مالی خدمات کا وسیع پیمانے پر اختیار کیا جانا، یہ سب خصوصاً چھوٹے اور درمیانے کاروباری اداروں کے لیے قرضے کے نفوذ اور مالکاری تک مجموعی رسائی میں بہتری کے حوالے سے نیک شگون ہیں (**باب 7**)۔ علاوہ ازیں کم لاگت کے مکانات اور سستے مارگیج سے مالی نفوذ میں گہرائی لانے اور تعمیرات سے متعلق صنعتوں کو متحرک کرنے میں مدد ملے گی۔ اہم بات یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک اور کمرشل بینکوں کی جانب سے مالکاری امداد کی فراہمی کے لیے رسائی بڑھانے کی کاوشیں (جیسے ایس ایم ای ٹریننگ، بھرپور مارکیٹنگ، کاروباری ایوانوں کے ساتھ قریبی تعلقاتِ کار، بار بار جائزہ لینے کے عمل اور شکایات نمٹایا جانا) شمولیت کو یقینی بنانے میں مددگار ثابت ہو رہی ہیں۔

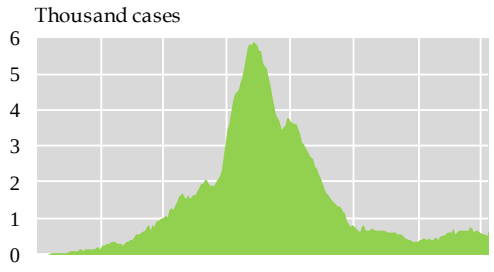
1.2 معاشی منظرنامہ

اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ پاکستان وائرس کے پھیلاؤ کو قابو کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے (**شکل 1.2 الف**)۔ اگرچہ حالیہ ہفتوں میں نئے متاثرین کی تعداد میں تھوڑا اضافہ ہوا ہے تاہم فعال کیسوں کی سطح جون 2020ء کی بلند ترین سطح سے کافی نیچے ہے۔ گو کہ وائرس کے دوبارہ بڑھنے کا خطرہ سماجی دوری قائم رکھنے کا متقاضی ہے تاہم (خدمات سمیت) معیشت کے دوبارہ کھلنے سے مجموعی اقتصادی منظرنامے میں غیر یقینی کیفیت کسی حد تک کم کرنے میں مدد ملی ہے۔

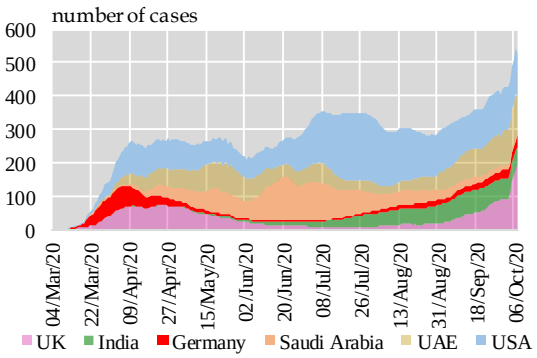
بہرحال عالمی سطح پر وائرس ابھی تک قابو میں نہیں آسکا۔ امریکہ، برطانیہ، فرانس اور اٹلی میں فعال کیسوں کی تعداد ابھی تک بلند ہے (**شکل 1.2 ب**)۔ ترقی یافتہ یورپی ممالک ایک اور لہر کے لیے خود کو تیار کر رہے ہیں اور برطانیہ،

بلجیم، اٹلی اور یونان میں کیسوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ بیشتر ممالک میں سماجی دوری اور نقل و حرکت پر پابندیاں پھر عائد کی جارہی ہیں جبکہ حالیہ اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ بہت سے ملکوں میں صحت یابی کا تناسب ایک سطح پر آگیا ہے۔ نتیجتاً اگرچہ 2021ء میں تقریباً تمام علاقوں میں نمو کی بحالی متوقع ہے تاہم کمی کے خطرات بلند ہیں(**شکل 1.3**)۔

شکل 1.2 الف: پاکستان میں کووڈ کیسز (7 روزہ متحرک اوسط)



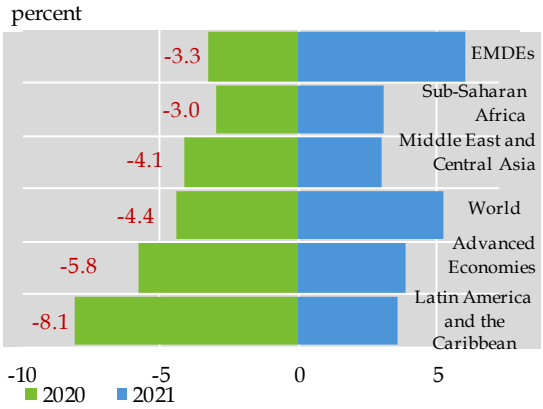
شکل 1.2 ب: منتخب معیشتوں میں کووڈ کیسز فی ملین (7 روزہ متحرک اوسط)



Source: WHO

فی الحال روک تھام کے اقدامات میں نرمی کے بعد امریکہ اور یورپی یونین کی اہم معیشتوں میں خردہ فروشی کی صورتِ حال بہتر ہوگئی ہے، گو کہ یہ بہتری زیادہ تر کریانے، صحت کی نگہداشت کی اشیا اور صارفی الیکٹرانکس میں ہوئی۔ ملبوسات کی خردہ فروخت ابھی بحال نہیں ہوئی اور امریکہ اور یورپی یونین میں جون اور اگست کے درمیان اس میں دو ہندسی کمی ہوئی۔ بعض ممالک میں ابھی تک بلند انفیکشن ریٹ، امریکہ میں بیروزگاروں کے لیے عارضی امداد کی مدت کے خاتمے اور چین کے ساتھ امریکہ کے جاری تجارتی تنازع کے باعث مجموعی عالمی معاشی منظر نامہ بھی غیر یقینی ہے۔ یہ غیر یقینی کیفیت پاکستان کی برآمدات کی نمو میں کمی کے خطرات پیدا کررہی ہے؛ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے کسٹم کے ابتدائی اعداد و شمار سے ملک کی برآمدات میں 0.7 فیصد سال بسال کی کمی ظاہر ہوتی ہے گو کہ ستمبر میں 7.0 فیصد اضافہ درج کیا گیا تھا۔ پورے سال کے لیے اسٹیٹ بینک کو توقع ہے کہ برآمدی قدریں مالی سال 21ء میں 23.4 سے 23.8 ارب ڈالر کی حدود میں رہیں گی جو مالی سال 20ء میں درج کردہ 22.5 ارب ڈالر سے زیادہ ہے(**جدول 1.2**)۔

شکل 1.3: اہم علاقوں کی حقیقی جی ڈی پی نمو کی پیش گوئیاں



Source: IMF WEO October 2020

اسی طرح لاک ڈاؤن کے خاتمے اور فرموں کو اپنی انونٹری دوبارہ بھرنے کی کوششوں کے پیش نظر اسٹیٹ بینک کو توقع ہے کہ پورے سال کی درآمدات پچھلے برس سے زیادہ رہیں گی۔ خاص طور پر تعمیرات کی صنعت کے لیے رعایات اور مکاناتی مالکاری کی پیش رفت سے فولاد کی درآمدات بحال ہوں گی۔ علاوہ ازیں، پست ملکی پیداوار اور رسدی انتظام کے مسائل کی وجہ سے گندم اور چینی کی درآمدات ضروری ہوگئی ہیں۔ تاہم توانائی کی درآمدات کا انحصار درآمد شدہ اور مقامی ایندھن کے ذرائع کے درمیان جاری تبدیلی پر ہوگا۔ جہاں تک تیل کی قیمتوں کا تعلق ہے، اپریل 2020ء میں 19 سالہ پست ترین قیمت (19 ڈالر فی بیرل) سے دگنی سے بھی زیادہ ہونے کے بعد آخر اکتوبر میں برینٹ ابھی تک 40 ڈالر فی بیرل کے آس پاس تھا۔ اوپی ایک کے شعبے کی کمزوریوں اور فعال کووڈ کیسوں کی ابھی تک بلند تعداد کی بنا پر دوبارہ لاک ڈاؤن کے خطرے کے باعث تخمینہ ہے کہ خام تیل کی منڈی 2021ء کے اواخر تک حد کے اندر رہے گی۔

تیل کی قیمتوں میں اس استحکام کے پیش نظر مالی سال 21ء میں ایندھن کے ملکی نرخوں کے مستحکم رہنے کا امکان ہے۔ تاہم چونکہ بجلی اور گیس کے ٹیرف میں

پہلے جو ردّوبدل ہونی تھی وہ ابھی تک نہیں ہوئی اس لیے توانائی کی مہنگائی کے بڑھنے کا خطرہ ہے۔ ملکی غذائی مارکیٹ کے حالات بھی خطرے سے دوچار ہیں۔ گندم اور چینی کی قیمتوں کا حال ہی میں پھر سر ابھارنا ملک میں اجناس کے انتظام کے مسائل کو اجاگر کر رہا ہے۔ مزید برآں، وسیع پیمانے پر موسلا دھار بارشوں اور سیلاب کے خطرے سے فصلوں کو نقصانات ہوسکتے ہیں جس سے غذائی قیمتیں دباؤ میں آسکتی ہیں۔ اس کے برعکس صارف اشاریہ قیمت کے غیر توانائی غیر غذائی جز میں کمی آنے کی توقع ہے کیونکہ کاروباری اداروں اور گھرانوں کی کمزور مالی پوزیشن کی وجہ سے ملکی طلب میں خاطر خواہ تیزی کے امکانات کم ہیں۔ بحیثیت مجموعی اسٹیٹ بینک کو توقع ہے کہ مالی سال 21ء میں عمومی مہنگائی 9-7 فیصد کی حدود میں رہے گی۔

جدول 1.2: اہم معاشی اہداف اور پیش گوئیاں

	مالی سال 21ء		
	م س20ء	ہدف[1]	اسٹیٹ بینک کی پیش گوئیاں[2]
	فیصد نمو		
حقیقی جی ڈی پی نمو	-0.4	2.1	1.5 – 2.5
صارف اشاریہ قیمت (اوسط)	10.7	6.5*	7.0 – 9.0
	ارب ڈالر		
ترسیلاتِ زر	23.1	21.5	22.0 – 23.0
برآمدات (ایف او بی)	22.5	22.7	23.4 – 23.8
درآمدات (ایف او بی)	42.4	42.4	42.8 – 43.7
	فیصد جی ڈی پی		
مالیاتی خسارہ	8.1	7.0	6.5 – 7.5
جاری کھاتے کا خسارہ	1.1	1.6	1.0 – 2.0

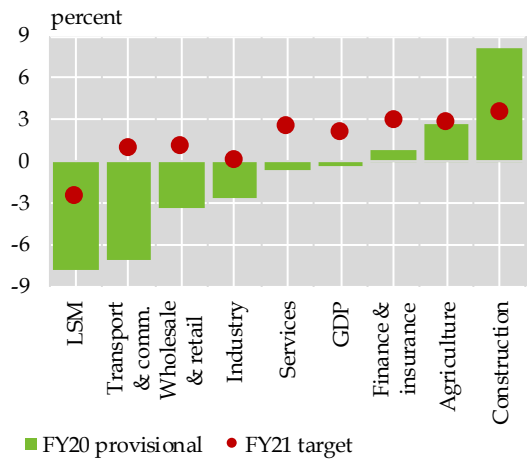
*صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کی پیش گوئی، سالانہ منصوبہ 20-2019ء، منصوبہ بندی کمیشن

اعداد و شمار کے مآخذ: [1] وزارت خزانہ اور منصوبہ بندی کمیشن؛ [2] اسٹیٹ بینک

مالیاتی حوالے سے مشکلات برقرار ہیں کیونکہ حکومت بدستور کووڈ سے متعلق معاشی اور سماجی نتائج سے نمٹنے اور ابتدائی اقتصادی بحالی کو تقویت دینے پر توجہ مرکوز کیے ہوئے ہے۔ حکومت نے پورے سال کے مالیاتی خسارے کا ہدف جی ڈی پی کا 7 فیصد مقرر کیا ہے اور بنیادی توازن میں بھی 0.5 فیصد کا خسارہ ظاہر ہونے کا تخمینہ ہے۔ چنانچہ سخت مالیاتی پوزیشن کی بنا پر گرانٹس (سماجی منتقلی) اور سبسڈی کے اخراجات میں نمایاں کمی—یعنی مالی سال 20ء کے دوران خسارے کا سبب بننے والے دو اہم ترین شعبے—کو مالی سال 21ء کے لیے ہدف بنایا گیا ہے۔ اگر ان دونوں مدوں میں کوئی اضافی مصارف ہوئے تو جی 20 کے 'قرضہ واپسی کے تعطل کے اقدام' (Debt Servicing Suspension Initiative) کے تحت پاکستان کو مہیا کی گئی 2.7 ارب ڈالر (جی ڈی پی کے ایک فیصد کے مساوی) کی واپسی قرض کی امداد کووڈ سے متعلق اخراجات کے لیے گنجائش پیدا کرنے میں معاون ثابت ہوگی (**باب 5**)۔

حکومت نے مالی سال 21ء کے لیے جی ڈی پی نمو کا ہدف 2.1 فیصد رکھا ہے (**شکل 1.4**)۔ توقع ہے کہ یہ سال بسال بہتری زراعت کی مستحکم کارکردگی اور شعبہ خدمات خصوصاً مالیات اور بیمہ اور ذرائع نقل و حمل اور مواصلات کی بحالی سے آئے گی۔ صنعتی کارکردگی کے بھی معتدل بحالی درج کرنے کا امکان ہے جس کی بنیادی وجہ مالی سال 20ء کے مقابلے میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں کافی کم سکڑاؤ ہے۔ اسٹیٹ بینک کو توقع ہے کہ مالی سال 21ء کے دوران جی ڈی پی نمو 2.5-1.5 فیصد کی حدود میں رہے گی۔ تاہم نمو کی یہ پیش گوئیاں خطرات سے مشروط ہیں جن میں کووڈ کی آئندہ صورتِ حال، موسم کے شدائد، بیرونی طلب اور اصلاحات میں پیش رفت کے معاملات شامل ہیں۔ بالخصوص کاشتکاروں کی کمزور مالی حالت اور کھڑی فصلوں کو موسلا دھار بارشوں سے ہونے والے نقصانات کے پیش نظر خریف کی فصلوں (خصوصاً کپاس) کے ابتدائی تخمینے حوصلہ افزا معلوم نہیں ہوتے۔

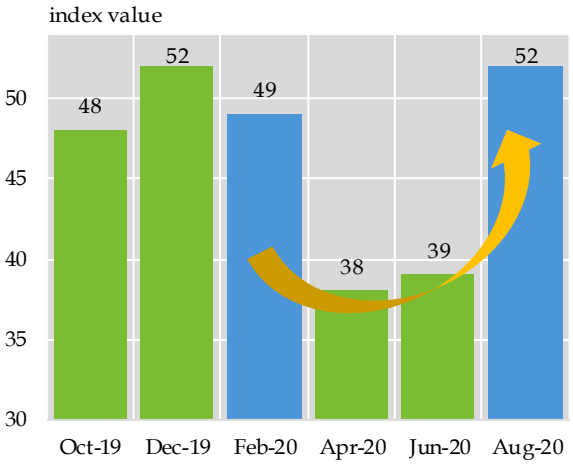
شکل 1.4: مالی سال 21ء کے لیے جی ڈی پی نمو اور اہم شعبوں کے اہداف



Source: PBS and Planning Commission

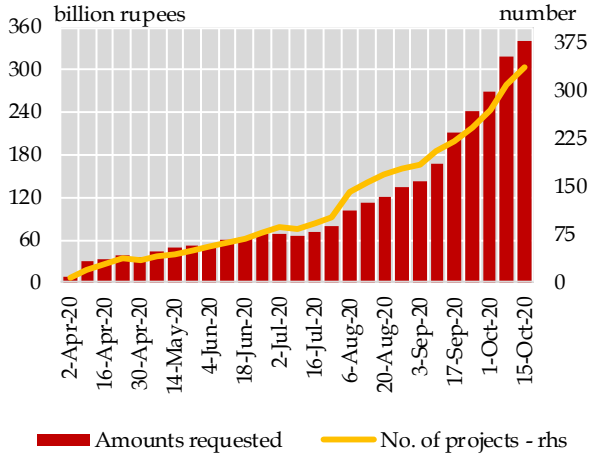
اضافے کے کچھ خطرات بھی ہیں خاص طور پر لاک ڈاؤن میں نرمی اور کووڈ کیسوں کی گرتی ہوئی تعداد کے بعد ملک میں کاروباری اعتماد پھر مضبوط ہونے کے تناظر میں۔ آئی بی اے ایس بی پی اعتماد سرویز کے اگست میں کیے گئے دور سے ظاہر ہوتا ہے کہ پچھلے دو ادوار کے مقابلے میں اعتمادِ کاروبار کے اشاریے

شکل 1.5 الف: کاروباری اعتماد خاصا بڑھ گیا ہے



Source: SBP-IBA Business Confidence Survey

شکل 1.5 ب: عارضی معاشی نوماکاری سہولت کے تحت سرمایہ کاری قرضوں کے لیے کاروباری اداروں کی طلب



Source: State Bank of Pakistan

میں نہ صرف تیزی سے اضافہ ہوا بلکہ مسلسل تین ادوار تک منفی رہنے کے بعد یہ اب مثبت ہو گیا ہے (**شکل 1.5 الف**)۔ متوقع اعتمادِ کاروبار اشاریے (جو مجموعی اعتمادِ کاروبار اشاریے کا ذیلی جز ہے) میں بہتری زیادہ نمایاں تھی اور وہ اس سروے کے آغاز سے اب تک کی دوسری بلند ترین سطح تک پہنچ گیا۔ اہم بات یہ ہے کہ اس رجائیت کی عکاسی اب ملک میں مجوزہ سرمایہ کاری سرگرمی میں بھی ہونے لگی ہے۔ جیسا کہ **شکل 1.5 ب** میں دکھایا گیا ہے، حالیہ ہفتوں میں اسٹیٹ بینک کی عارضی معاشی نوماکاری سہولت کے تحت فنڈنگ کی درخواستوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ سرمایہ جاتی اخراجات یا بی ایم آر کا آغاز کرنے والے کاروباری اداروں کو رعایتی مالکاری فراہم کرنے والی اس اسکیم سے اب تک 338 منصوبوں کو مالکاری مہیا کی گئی ہے۔ ان حالات کے ساتھ ہاؤسنگ اور تعمیرات کے شعبوں میں رجائیت کے ماحول سے مالی سال 21ء میں معیشت کی بحالی کا عمل تیز کرنے میں مدد ملے گی۔

اس حقیقت کے پیشِ نظر کہ ٹی ای آر ایف کا مقصد ملک میں سرمایہ کاری سرگرمیوں کو تقویت دینا ہے اس کے استعمال میں یہ اضافہ ساختی اعتبار سے بھی حوصلہ افزا ہے۔ تاریخی طور پر پاکستان کی معیشت صَرف کی طرف مائل رہی ہے جو نمو میں ناپائیدار یکدم اضافے پر منتج ہوا اور سرمایہ کاری شرحیں بیشتر ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں سے کم رہیں بلکہ گذشتہ چند دہائیوں میں مطلق لحاظ سے گرتی رہیں۔ اس سلسلے میں ٹی ای آر ایف جیسی ترغیبی اسکیموں پر مضبوط ردِّ عمل مستقبل کی معاشی راہ کے لیے نیک شگون ہے کیونکہ تشکیلِ سرمایہ کی سرگرمیاں آگے چل کر پاکستان کی پیداواری استعداد کو بڑھائیں گی اور ممکنہ طور پر اسے متنوع بنائیں گی۔